قیام تعظیمی

(از مولوی محمد امین صاحب شوق مبارکپوری متعلم دار الحدیث رحمانیہ)

دنیا میں سب سے پہلا وہ دین جس نے باطل پرستی کی ظلمت کو حق پرستی کے نور سے بدلا جس نے جھوٹے معبودوں کا سر خم کر کے سچے رب العالمین کا جھنڈا بلند کیا جس نے مخلوق پرستی کو ٹھکرا کر خالق پرستی جمائی جس نے کمزور ہستیوں کی طرف سے انسانوں کی باگیں ہٹا کر ایک زبردست زور آور ہستی کے قبضۂ قدرت میں دیدی۔ الغرض جس نے مخلوق کو خالق سے عابد کو معبود سے ملایا۔ آہ آج اس کے نام لیواؤں نے اس کی نکھری اور خالص تعلیم سے ایسی نظریں پھیر لیں ہیں گویا اسلام میں اس کا کوئی دخل ہی نہیں +

حدیث پر مرمٹنے والے مسلمان بھائیو! آج کی صحبت میں مجھے مسئلہ قیام تعظیمی پر روشنی ڈالنی ہے پس آیئے دیکھیں کہ اس میں خلاق عالم اور ہادی کل رہبر سبل سردار رسل کا کیا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ ؕ یعنی خشوع وخضوع، عاجزی وانکساری کے ساتھ کھڑا ہونا صرف خدا ہی کیلئے مخصوص ہے حدیث شریف میں آتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں اپنے صحابہ کو اپنی تعظیم کیلئے قیام کرنے سے منع فرما دیا تھا اور روک دیا تھا چنانچہ ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ لکڑی ہاتھ میں لئے ہوئے ہمارے مجمع میں آگئے ہم تمام آپ کو دیکھکر کھڑے ہوگئے تو آپ (حضرت) ناراض ہوئے اور فرمایا لَا تَقُوْمُوْا كَمَا يَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ يُعَظِّمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا (ترمذی) یعنی (مجھے دیکھکر) کھڑے نہ ہوجایا کرو جیسے عجمی (کافر بے دین لوگ) ایک دوسرے کو دیکھکر کھڑے ہوجایا کرتے ہیں۔ پس اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کیلئے تعظیماً کھڑا ہونا بے دینوں کی علامت ہے۔ اور ایسے ہی حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ باوجودیکہ ان کو آنحضرت سے بڑھکر محبت کسی سے نہ تھی لیکن چونکہ جانتے تھے کہ آپ کو دیکھکر کھڑا ہونا آپ کے لئے باعث ملال خاطر ہوتا ہے اور آپ منع فرماتے ہیں تو کبھی بھی آپ کو دیکھکر کھڑے نہ ہوتے تھے (ترمذی)

اور ایسے ہی حضرت ابوبکرہ جو ایک بزرگ صحابی ہیں ایک مرتبہ ایک مجلس میں آتے ہیں ایک شخص انھیں دیکھکر کھڑا ہوجاتا ہے تو آپ اس پر سخت ناراض ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن ذالک یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے (ابوداؤد) برہان شرح مواہب الرحمٰن حنفی مذہب کے فقہ کی کتاب میں لکھا ہے یکرہ القیام للتعظیم یعنی تعظیم کے طور پر کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ چلپی حاشیہ شرح وقایہ میں ہے لم یذکر القیام تعظیما للغیر یعنی کسی کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا مذکور نہیں۔ امام بغوی شرح السنہ میں تحریر فرماتے ہیں القیام لاحد لاحترام مکروہ یعنی کسی کیلئے احتراماً کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

ناظرین کرام اب ٹھنڈے دل سے قرآن مجید واحادیث رسول واقوال ائمہ کو مدنظر رکھکر خود فیصلہ فرمائیں اور سوچیں کہ

کوئی دنیا کا بڑے سے بڑا شخص ہو حتی کہ نبی بھی تعظیم کیلئے کھڑا ہونا ناجائز اور خلاف شریعت ہوگا۔

ہاں مسلمانوں میں بعض لوگ وہ بھی ہیں جو اس تعظیمی قیام کو جائز رکھتے ہیں اور ان صاف اور صریح احادیث کی ایسی ایسی تاویلیں کرتے ہیں جو بالکل خلاف ظاہر اور بعید عن النصوص ہیں۔ آئیے ایک سرسری نظر ان کے ان استدلات پر بھی ڈالیں جو اس مقصد کیلئے پیش کئے جاتے ہیں۔ اور معلوم کریں کہ وہ کہاں تک صحیح ہیں۔ لیکن اس سے پہلے کہ میں ان احادیث کو پیش کروں جن سے مخالفین حجت پکڑتے ہیں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہماری بحث اُس قیام میں ہے جو تعظیمی ہو۔ یعنی کسی آنے جانے والے شخص کی عظمت برتری، بزرگی کا اظہار کرنے کیلئے کھڑا ہونا۔ باقی یہ کہ کسی کو آتے دیکھکر اس کے بیٹھنے کیلئے کھڑے ہو کر اپنی جگہ خالی کر دینا۔ یا بطور مسرت کے آگے بڑھکر اس کا استقبال کرنا۔ یا کسی معذور کو آرام کے ساتھ بٹھلانے کیلئے کھڑا ہو جانا، یا محبت، و فرحت کا اظہار کرنا وغیرہ وغیرہ ایسی صورتیں ہیں جن کا مبحث سے کوئی تعلق نہیں اور نہ یہ ناجائز ہیں۔ ہاں اس سے یہ غلط فہمی نہ پیدا ہو جائے کہ ہم سرے سے تعظیم بزرگان ہی کے قائل نہیں ہیں۔ بلکہ اس مخصوص انداز کی تعظیم کو ہم صحیح نہیں سمجھتے جسکو صریح طور پر ممنوع قرار دیا گیا ہے ورنہ توقیر بزرگان تو ہمارا ایمان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاف فرماتے ہیں کہ مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا فَلَیْسَ مِنَّا یعنی جو چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کی عظمت نہ کرے وہ ہمارے طریقہ اسلامی کے خلاف ہے نیز فرمایا انزلوا الناس علی منازلھم لوگوں کو ان کے مرتبہ پر رکھو۔ اور ہر شخص سے حسب حیثیت پیش آؤ۔ یعنی چھوٹوں سے چھوٹوں جیسا اور بزرگوں سے بزرگوں جیسا برتاؤ ہونا چاہئے سچ کہا کسی نے ع

گر فرق مراتب نکنی زندیقی

الغرض مسئلہ زیر بحث صرف ایک مخصوص قیام ہے جسکو میں نے بیان کر دیا۔ اب فریق ثانی کے دلائل پر غور کیجئے۔ مخالفین کی سب سے اہم اور قوی دلیل وہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذؓ کے متعلق جبکہ وہ بنو قریظہ کے فیصلے کیلئے خچر پر سوار ہو کر آئے تھے فرمایا تھا قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ۔ یعنی اپنے سردار (کو لینے) کیلئے کھڑے ہو جاؤ۔ اس حدیث کا اہل حق چند طریق سے جواب دیتے ہیں۔ اولاً یہ حدیث اس قبیل سے ہے جن کا مبحث سے کوئی تعلق ہی نہیں اسلئے کہ سعد بن معاذ بیمار تھے اور بطاعت فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم خچر پر تشریف لا رہے تھے جب قریب آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چند جان نثار اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا کہ اٹھکر جاؤ اور سعد بن معاذ کو بعافیت تمام خچر سے اتار کر لاؤ۔ جیسا کہ بعض روایتوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ مسند امام احمد بن حنبل میں بطریق علقمہ بن وقاص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سند اقصہ بنی قریظہ و قصہ سعد بن معاذ مطول و مفصل مذکور ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت حضرت سعدؓ قریب آئے تو صحابہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قوموا الی سیدکم فانزلوہ (یعنی کھڑے ہو جاؤ اور اپنے سردار کو خچر سے اتار کر لاؤ) یہ لفظ فانزلوہ کی زیادتی قیام تعظیمی کے جواز پر استدلال کو بالکل مخدوش اور واہی کر دیتی ہے۔

کعب بن مالکؓ کی حدیث جو قصۂ توبہ میں وارد ہوئی ہے مخالفین اس سے بھی جواز کا استدلال کرتے ہیں قصہ یہ ہے کہ حضرت کعبؓ غزوۂ تبوک میں کسی وجہ سے نہ جا سکے ان کی سخت سرزنش ہوئی پھر جب ان کی توبہ قبول ہوئی تو حضرت کعبؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے وہاں طلحہ بن عبید اللہؓ بھی تھے وہ ان کو دیکھ کر کھڑے ہوگئے اور دوڑ کر ان کے پاس آئے مصافحہ کیا اور ان کی خدمت میں مبارکباد پیش کی۔

جواب اس کا یہ ہے کہ طلحہ بن عبید اللہؓ تہنیت اور مصافحہ کیلئے کھڑے ہوئے تھے نہ کہ تعظیم کیلئے پس اس کا تعلق بحث سے نہیں اور نہ ان کے انفراد کی کوئی وجہ نہیں تمام صحابہ کو کھڑا ہوجانا چاہیے تھا حالانکہ طلحہ بن عبید اللہؓ کے علاوہ اس وقت کسی اور شخص کا قیام ثابت نہیں ہوتا۔ تو معلوم ہوا کہ یہ تعظیماً نہ تھا بلکہ محض آپس کی غایت محبت کے اظہار کیلئے تھا اور اس کے جواز سے ہمیں انکار نہیں۔

مخالفین کی تیسری دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جو وقت حضرت فاطمہؓ آپ کے پاس جاتیں تو آپ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوتے اور فاطمہ کا ہاتھ پکڑ لیتے اور چومتے اور اپنی جگہ میں بٹھا لیتے۔ اور جب کبھی آپ حضرت فاطمہؓ کے گھر جاتے تو وہ اٹھ کر کھڑی ہوجاتی تھیں اور آپ کا ہاتھ پکڑ لیتی تھیں اور چومنے لگتی تھیں اور آپ کو اپنے بیٹھنے کی جگہ میں بٹھا لیتی تھیں (ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی) اہل حق جواب یہ دیتے ہیں کہ آپ کا کھڑا ہونا فاطمہ رضی اللہ عنہا کیلئے یا حضرت فاطمہؓ کا قیام آپ کیلئے درحقیقت ایک دوسرے کو اپنی جگہ پر بٹھا لینے کیلئے تھا نہ کہ متنازع فیہ قیام کیلئے ورنہ کون کہہ سکتا ہے کہ باپ اور وہ باپ جس کے سر پر خاتم الانبیا کا تاج ہو وہ اپنی بیٹی کی تعظیم کے لئے کھڑا ہوا تھا؟

چوتھی دلیل۔ عمرو بن سائب کو یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کے رضاعی باپ تشریف لائے آپ نے کپڑا بچھا کر اس پر ان کو بٹھایا بعدہ آپ کی رضاعی والدہ آئیں تو آپ نے ان کو بھی فرش کے دوسرے کونے پر جگہ دی بعدہ رضاعی بھائی آیا تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے سامنے ان کو بٹھایا۔

جواباً عرض ہے کہ اگر یہ قیام محل نزاع میں مان لیا جائے تو والدین تعظیم کیلئے بھائی سے اولیٰ تھے حالانکہ آپ ان کے لئے نہیں کھڑے ہوئے بلکہ صرف بھائی کے آنے پر آپ کا کھڑا ہوجانا صاف اس بات پر دال ہے کہ یا تو فرش کی کمی تھی، یا جگہ کی، علاوہ اس کے یہ حدیث معضل ہے جو قابل اعتبار نہیں۔

برادران ملت! مخالفین نے ان کے علاوہ اور جن جن حدیثوں سے استدلال کیا ہے وہ سب یا تو مورد نزاع سے نہیں ہیں یا ضعیف اور ناقابل احتجاج ہیں۔ بہرکیف مخالفین کا ان حدیثوں سے استدلال کرنا تشنۂ حق کی پیاس کو بجھاتا نہیں۔ پس حق وہی ہے جس کو قولاً ونصاً فرمادیا کہ لا تقوموا کما یقوم الاعاجم یعظم بعضهم بعضاً۔